Item Code: 955 Participant Code: 245

انسانیت کے واسطے

بارش کے موسم میں اب
اجیب آوازیں نیند خراب کر رہی تھی سمجھ
بتاؤ تو باہر ہو کیا رہا ہے یہ تک سچ
مالم نہیں تھی۔ ٹوٹی در بات حوشنا ابھی تو
دھیر بستر سے اٹھنے کی کوشش کے
بعد سچ سچ اٹھنا اب کتنا مشکل ہو رہی ہے
بارش کم ہو رہی تھی اور آوازیں کچھ زیادہ ہی
سنائی دے رہی تھی یہ تو رونے کی آواز لگ
رہی ہے۔ بنا من سے دروازہ تک پہنچی باہر
کھڑکی سے باہر دیکھتے ہیں ماں باپ کو دیکھنے
انکے اور چلی جب باہر دیکھا میں، اس
لڑکی کی حالت دکھائی دے رہی تھی بس ہو
کیا رہی ہے یہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اب
گھر کو دیکھے میں یادوں سے پیچھے گزر گئیں

دو سال پہلے جب بابا
کی کام کے لیے بہار آیا تھا اور کب رحان
فس گیا پتا ہی نہیں چلا۔ نئی سکول نئی
دوست بس کچھ اتنا اچھا لگ رہا تھا اور تبھی
کرونا وائرس ہندستان میں، نہیں پوری دنیا
میں ~~پھیلا~~ فیل رہی تھی سب کچھ اک جھٹکی
میں بدل گیا۔ سارے لوگ اپنے گھر میں رہنے
کے لیے کہا گیا ہم بھی اس چار دیوار کے
اندر فس گیے۔ سکول جات وقت میرے ساتھ
اک لڑکی تھی جو میرے سامنے والی گھر میں
ہی رہتی تھی کرونا کے وجہ سے اسکو
بھی کبھی دنوں سے ملی نہیں تھی۔ آج اسکی
گھر سے بے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ مجھ سنائی
دے رہی تھی اسکی آواز پہچانکے میرے اندر کچھ
انجانی ~~سی~~ سی ڈر ہو رہی تھی "میری ماں مر
گئی کوئی تو ہماری مدد کرو" ایسے چلّا چلّا کر
بول رہی تھی یہ سب سنکر بھی ماں باپ وہیں
بیٹھ کہا تھا پر کیوں؟

Item Code: 955 Participant Code: 245

ای سال پہلے ہم دونوں
کے گھر میں کچھ زمین کی بات میں جھگڑا
ہی تھی۔ میرے بابا کو اس گھر کی اور
دکھنا تک نفرت تھا۔ انکی لڑکی کے ساتھ ملنا جانا
کے لیے بھی کہا گیا تھا۔ میں تو انکی لڑائی
کے بیچ ہماری دوستی کھراب کرنے کے لیے
نہی مانا۔ اس بات کو لکر بہت بار باتیں
ہونے کی بات بھی ہم لوگ ساتھ ہی جاتے تھے
وقت سب کچھ ٹھیک کرتا ہی ہے۔ لکن اتنے
برے حال میں بھی انکی نفرت کم نہی ہی
یہ سوچکر میرا من بہت دکھ رہی تھی۔ آکھر
ہوا کیا ہے ان لوگوں کو
فر سے رونے کی آواز
انے لگی تو میں واپس ہوش میں آ ابی
اس حال میں باہر نکلنا بھی اتنا مشکل
ہو رہا ہے کوئی انکے مدد نہیں کر رہے ہے
سب لوگ ڈرے ہوے ہے اور گھر کے اندر اپنی
جان بچاکر بیٹھا ہے بستر کی ترح میں وہاں

کھڑکی رہ گئی۔

کچھ در باد دو پلیس

انکے گر میں آئیں۔ جیسے ہی گھر سے وہ باہر
نکلی پلیس لوگ دو کدم پیچھے رکھا سوچ
بھی نہیں سکتی اسکی اندر کیا غسری ہوگی
وہ لوگ بھی چلے گئے۔ ای دوست ہوتے ہوئے بھی
میں مجبور تھی۔ انکی مدد کرنے کے لیے جانا
چاہتی تھی پر بابا نے اجازت نہیں دیا۔ اسکی
باپ ای کرسی میں میّت کے پاس اکلا
بیٹھا تھا۔ اپنے آپ پر شرم آ رہی تھی۔ تبھی
کھڑکی سے بابا کو اس گھر کی اور جاتے ہوئے
دیکھا۔ میرے ہاتھ پکڑکر ماں گھر سے باہر نکلی
اور بابا کے پیچھے جانے لگی۔ بابا نے اسکی باپ
کے کندھے پر ہاتھ رکھکے کچھ کہا۔ مجھ سنائی
نہیں دیا۔ ہمنے انکی مدد کی اور یہ دیکھکر
سارے لوگ آس پاس کے وہاں آ گئے اور مدد
کرنے لگے۔ سب لوگ مسجد سے آتے ہی
اپنے اپنے گھر واپس چلی گئی اور اس گھر

Item Code: 955 Participant Code: 245

بس ہم لوگ ہی تھے بابا اسکی باپ کو کھانا
کھانے کے لیے زبردستی لے جا رہا تھا اور بیچاری
ماں اسکو اپنے ہاتھ سے کھلا رہی ہے جسم کا
کی بھوک کا تو پتا نہیں، روح کی بھوک تو
ضرور مٹ گئی ہوگی اور وہ ہے انسانیت اس
بھوک نے نفرت کے فاصلے کو مٹا دیا۔